استحکام پاکستان کی بنیادیں دہشت گردی کے خاتمہ اور رواداری کے فروغ میں موجود ہیں

﴿سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں﴾

پروفیسر محمد عرفان
شعبہ عربی وفاقی اردو یونیورسٹی

''انتہا پسندی'' عہد حاضر کی اہم اور حساس اصطلاح ہے۔ انتہا پسندی سے مراد انتہا پسندانہ سوچ، بے اعتدالی، غیر متوازن تصور و نظریہ اور ایسی سوچ ہے جس میں انتہا پسندی کا دخل ہو۔ اسے انگریزی میں "Extremeism" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسی اصطلاح ہے جسے منافرت، دہشت گردی اور انتہا پسندانہ رویے کی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔[1]

سیرت طیبہ کی روشنی میں دہشت گردی اور انتہا پسندی کا ایک جائزہ: یہ ایک تاریخی، ابدی اور ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اسلام امن و سلامتی کا داعی، تحمل و برداشت، عفو و درگزر، رواداری اور احترام انسانیت کا سب سے عظیم علمبردار ہے۔ وہ رنگ و نسل، بدامنی اور دہشت گردی، عدم برداشت اور انتہا پسندی کے ہر غیر اسلامی اور غیر انسانی جذبے سے یکسر پاک ہے۔ اس نے پرامن بقائے باہم کے لیے بلاتفریق مذہب وملت، ''لکم دینکم ولی دین'' [2] کا نظریہ عطا کر کے غیر جانبداری، اعتدال پسندی اور امن و سلامتی کا فلسفہ عطا کیا۔ اسلام نے دنیا کو یہ پیغام دیا کہ مسلمانوں کا رب سارے جہانوں کا رب ہے۔

پیغمبر رحمت، محسن انسانیت ﷺ نے تو ہمیں یہ پیغام دیا تھا کہ:

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ان الدین یسر، ولن یشاد الدین احدالا غلبہ، فسددوا وقاربوا وابشرو، واستعینو بالغدوۃ

والروحته و شیئی من الدلجته ۳؎

آج ایک خدا، ایک دین، ایک کلمہ، ایک قرآن اور ایک نبی ﷺ کے ماننے والے جس طرح فرقہ واریت، دہشت گردی اور مذہبی انتہا پسندی کا شکار ہیں اس نے اسلام کو بدنامی کے سوا کچھ نہیں دیا ہے۔ مولانا الطاف حسین حالی کی نظم ''مسلم امہ کے انتشار'' پر پوری طرح صادق آتی ہے۔

جس دین نے غیروں کے تھے دل آ کے ملائے — اس دین میں خود بھائی سے اب بھائی جدا ہے
جو دین کہ ہم درد بنی نوع بشر تھا — اب جنگ و جدل چار طرف اس میں بپا ہے
دولت ہے نہ عزت نہ فضیلت نہ ہنر ہے — اک دین ہے باقی سو وہ بے برگ و نوا ہے
فریاد ہے اے کشتی امت کے نگہبان ﷺ — بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے ۴؎

پیغمبر رحمت، محسن انسانیت، رہبر آدمیت، ہادی اعظم، حضرت محمد ﷺ کی بعثت کے وقت انسانیت مذہبی اور طبقاتی لحاظ سے کس طرح تقسیم اور انتہا پسندی کا شکار تھی، اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ''محسن انسانیت ﷺ'' کے مولف نعیم صدیقی کیا خوب لکھتے ہیں: ''محسن انسانیت ﷺ کا ظہور ایسے حالات میں ہوا، جب کہ انسانیت تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی تھی خود عرب کا قریب ترین ماحول جو حضور ﷺ کا اولین میدان کار بنا، اس کا تصور کیجیے تو دل دہل جاتا ہے، عرب پر دور وحشت کی تاریک رات چھائی ہوئی تھی ۵؎

ڈاکٹر محمد حمید اللہ ''بعثت نبوی ﷺ کے وقت دنیا کی حالت'' کے زیر عنوان دنیا کے مذاہب اور ان تہذیبوں کا مذہبی، سیاسی، تمدنی اور تاریخی جائزہ اختصار اور جامعیت کے ساتھ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں: غرض اس زمانے میں جدھر دیکھو دنیا میں تباہی اور فتنہ وفساد ہی تھا، کسی جگہ بلند نظری عالی ہمتی اور دردمندانہ انسانیت پروری نظر ہی نہ آتی تھی۔ ۶؎

عرب کسی اخلاقی ضابطہ کے پابند نہیں تھے، غارت گری پسندیدہ مشاغل میں تھا اس لیے جنگ کو حرب (غصہ) نار (آگ) روع (خوف) یوم کریہہ (مصیبت کا دن) وغیرہ سے تعبیر

کرتے تھے۔ ے جنگ کے مقاصد مال غنیمت حاصل کرنا، جذبہ تفاخر ہوتا تھا۔ دشمن کا مصلہ کرنا، اعضاء کاٹنا، زندہ جلا دینا معمولی وجہ کی باتیں تھیں۔ ۸؎ اسلام نے عوام کو اس فرسودہ تہذیب سے باہر نکالا جس نے صدیوں سے ان کے حقوق غصب کر رکھے تھے۔ اسلام نے عوام کو ذہنی اور اخلاقی پستیوں سے نکال کر انہیں تہذیب وتمدن کی رفعتوں تک پہنچا دیا۔ ۹؎

اسلام کا مادہ اشتقاق ''سلم'' ہے جس کے معنی سلامتی پانے اور محفوظ رہنے کے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''دشمن سے جنگ کی تمنا نہ کرو اور اللہ سے عافیت کی دعا کرو کیوں کہ تم نہیں جانتے کہ جنگ کی صورت میں تمہیں کیا حالات پیش آئیں گے۔ ۱۰؎

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''اسلم'' یعنی فرماں بردار بن جاؤ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا ''اسلمت لرب العالمین'' یعنی میں نے تمام جہانوں کے رب کی فرماں برداری اختیار کی۔ ۱۱؎

رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا مقصد: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله ۱۲؎

''وہی اللہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ وہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے۔''

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قل یایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا ۱۳؎

(اے محمد) آپ کہہ دیجیے اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

پنڈت گوپال کرشن حضور ﷺ کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے محمد ﷺ کی زندگی پر جب ہم وچار کرتے ہیں تو یہ بات صاف نظر آتی ہے کہ ایشور نے ان کو سنسار سدھارنے کے لیے بھیجا تھا۔ ۱۴؎ اسلام کی راہ اعتدال پسندی کی راہ ہے۔ اسی راہ کا نام اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم رکھا ہے۔ ۱۵؎

آپ ﷺ پر اللہ کے دین کی تکمیل ہوگئی۔آپ ﷺ کو وہ دین کامل عطا فرمایا گیا جو تمام انسانیت کے لیے کافی ہے اس لیے کسی دوسرے دین کی اب کوئی ضرورت نہیں رہی۔اسلام ہر قسم کی انتہا پسندی اور دہشت گردی کی ممانعت کرتا ہے اور دین میں غلو کرنے کو ناپسند کرتا ہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر جب آنحضرت ﷺ مزدلفہ پہنچے تو آپ ﷺ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ''منیٰ میں رمی جمار کے لیے کنکریاں لاؤ'' حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھوٹی چھوٹی کنکریاں چن کر آپ ﷺ کو دیں، آپ ﷺ نے ان کنکریوں کو ہاتھ میں لے کر فرمایا'' ہاں ایسی ہی کنکریاں اور تم دین میں غلو سے بچو تم سے پہلے کے لوگ دین میں غلو ہی کے باعث ہلاک ہوئے۔۱۶

جب آپ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری کو یمن روانہ فرمایا تو یہ نصیحت کی ''نرمی کرنا، سختی نہیں، خوشخبری سنانا، متنفر نہ کرنا، مل جل کر رہنا، باہمی اختلاف سے بچنا۔۱۷

انتہا پسندی کی اولین علامت یہ ہے کہ کسی رائے کے تئیں ایسی طرف داری کی جائے اور ایسی عصبیت برتی جائے کہ دوسروں کی رایوں کو تسلیم کرنے کے لیے کوئی گنجائش نہ رہ جائے۔

آپ ﷺ نے لوگوں کے سامنے اس خدا کا پیغام پیش کیا جو صرف مسلمانوں کا نہیں بلکہ سورۃ فاتحہ کی پہلی ہی سطر میں خود کو رب العالمین کی حیثیت سے تسلیم کرواتا ہے اور اپنے حبیب پاک کو رحمۃ للعالمین ﷺ کا لقب عطا فرماتا ہے۔گویا ربوبیت خداوندی اور رحمت رسالت مآب ﷺ تمام جہانوں اور تمام انسانوں کے لیے عام ہیں نہ کہ صرف مسلمانوں کے لیے۔ سارے انسان خواہ وہ کسی رنگ، نسل، زبان سے ہوں آدم کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ سے قریب تر وہ ہے جو متقی ہے۔۱۸

اسلامی سماج دنیا کی تاریخ میں اولین مثال ہے کہ مسلمانوں کی حکومت میں ہر کیش و ملت کے لوگ صلح و آشتی اور امن وامان کے ساتھ بستے تھے اور سب کو مساویانہ شہری حقوق حاصل تھے۱۹ یہ دعویٰ کس حد تک درست ہے اس کی گواہی خود عیسائی مصنفین نے بھی دی ہے۔سر آرنلڈ

لکھتے ہیں.......

''یہ بات کہ ان لوگوں کا قبول اسلام کسی طاقت یا جبر کا نتیجہ نہیں تھا ان خوشگوار تعلقات سے بھی واضح ہوتی ہے جو اس زمانے کے عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان موجود تھے۔ خود محمد ﷺ نے کئی ایک عیسائی قبائل سے معاہدات کیے جن کی رو سے آپ ﷺ نے ان کی حفاظت کا ذمہ لیا اور انہیں اپنے مذہب پر آزادی سے عمل کرنے کی ضمانت دی اور ان کے مذہبی پیشواؤں کے ان تمام حقوق اور اقتدار کو قائم رکھا جو انہیں اسلام سے قبل حاصل تھا۔'' ۲۰

''پہلی صدی ہجری کے مسلمان فاتحین نے عربی النسل عیسائیوں سے جس رواداری کا مظاہرہ کیا اور جس کا سلسلہ ان کے بعد آنے والی نسلوں نے بھی جاری رکھا ان کو دیکھتے ہوئے ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ جن عیسائی قبائل نے اسلام قبول کیا انہوں نے برضا و رغبت ایسا کیا۔'' ۲۱

یہ تو رہا عیسائیوں سے آنحضرت ﷺ کے حسن سلوک کا معاملہ یہودی اگرچہ آپ ﷺ کی دشمنی اور ایذا رسانی میں ہمیشہ ہمیشہ پیش پیش رہے اور آپ ﷺ نے ان کے خلاف قوت بھی استعمال کی لیکن آپ ﷺ تو کیا کبھی کسی عام مسلمان نے بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف کوئی سخت لفظ تک استعمال نہیں کیا اور نہ ہی توریت مقدس کے بارے میں کوئی توہین آمیز بات کہی گئی بلکہ آنحضرت ﷺ کے عہد میں یہودیوں کے نیک اور ایماندار اشخاص بھی کشادہ قلبی سے داد تحسین پاتے رہے ۲۲

مذہبی انتہا پسندی کے خاتمے کے لیے سیرت طیبہ پر عمل اور تعلیمات نبوی علیہ الصلوۃ السلام کا مکمل اتباع ہی کارگر ہو سکتا ہے۔ سید سلیمان ندوی نے نہایت فصاحت و بلاغت سے اس کی منظر کشی کی ہے وہ لکھتے ہیں۔۔۔

اگر عملی مثالیں چاہتے ہو تو اسلام کے اوّلین داعی کی سیرت طیبہ کو دیکھو جس نے فاتح بن کر مفتوح ہو کر نہیں حاکم بن کر محکوم بن کر نہیں بیک دفعہ مکہ کے ان ہزاروں دشمنوں کو معاف کر دیا جن میں سے ہر ایک ان کے خون کا پیاسا رہ چکا تھا۔ ۲۳ جس نے خیبر میں اپنی زہر دینے والی

یہودیہ کو معاف کیا تھا جس نے اپنے چچا کے قاتل کو معاف کیا تھا جس نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش کی بے حرمتی کرنے والی کو معاف کیا تھا۔۲۴ آپ ﷺ نے دین میں غلو کی اس صورت کو بھی منع فرمایا ہے جس میں بظاہر کسی کا نقصان نہ ہو۔ اگر آپ ﷺ کو مذہبی معاملات میں بھی اعتدال سے بھی تجاوز کی خبر ملتی تو آپ ﷺ فوراً اس کی اصلاحی تدابیر اختیار فرمادیتے۔ بخاری کی ایک روایت کے مطابق جب رسول ﷺ کو ایک صحابی عبداللہ بن عمر کے بارے میں اطلاع ملی کہ وہ ہر وقت عبادت میں مصروف رہتے ہیں تو حضور اکرم ﷺ نے اُن کو بلایا اور کہا۔ اے عبداللہ کیا مجھے یہ اطلاع نہیں ملی ہے کہ تم دن کو روزہ رکھتے ہو اور رات کو قیام کرتے ہو میں نے عرض کیا جی ہاں میں ایسا ہی کرتا ہوں آپ نے فرمایا یہ طرز عمل اختیار نہ کرو، روزہ رکھو اور افطار بھی کرو، رات کو تہجد بھی پڑھو اور آرام بھی کرو اس لئے کہ تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے، تمہارے مہمان کا بھی تم پر حق ہے۔۲۵

مذہبی انتہا پسندی کا خاتمہ تعلیمات نبوی کی روشنی میں : ہر انسان کو قابل احترام سمجھا جائے کسی صورت میں اس کی بے احترامی نہ کی جائے ''ولقد کرمنا بنی آدم۔۲۶ ترجمہ: اور تحقیق ہم نے اولاد آدم کو عزت بخشی۔

تحمل، بردباری اور اعلیٰ ظرفی کو اپناتے ہوئے دوستی کا ماحول پیدا کرنا ہوگا اور اس قرآنی حکمت عملی کو اپنانا ہوگا۔ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ ۲۷ ترجمہ: بلا اپنے رب کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ۔

حضور اکرم ﷺ کے اسوہ حسنہ کی پیروی کرنی ہوگی:

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ۲۸۔

بے شک تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔

صلح حدیبیہ رسول اکرم ﷺ کی دینی وسیاسی بصیرت اور مذہبی اعتدال پسندی کا مثالی نمونہ: ''صلح حدیبیہ'' مشرکین مکہ کی ایک ایسی دشمن قوم سے تھا جو ۲۰ برس کے طویل عرصے سے

مسلمانوں پر ظلم توڑ رہی تھی اور برسرِ پیکار تھی، اس کے باوجود ''معاہدہ حدیبیہ'' کی ایک ایک دفعہ پر سرسری نظر ڈالنے سے اندازہ ہوگا کہ نبی رحمت ﷺ امن وصلح کے کتنے خواہش مند تھے۔ آپ ﷺ نے پرامن بقائے باہم کے تحت معاہدے کو ترجیح دے کر جنگ سے اتنا گریز فرمایا کہ اس میں عام صحابہ ﷺ بظاہر ذلت محسوس کر رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گویا ہوئے:

''السنا علی الحق و هم علی الباطل''

کیا ہم حق پر نہیں، کیا وہ باطل پر نہیں ہیں۔ ۲۹

بہ ظاہر معاہدہ حدیبیہ کی تمام شرائط یک طرفہ تھیں اور ان پر عملدرآمد بھی بعید از انصاف۔ چنانچہ قریش مکہ نے معاہدہ حدیبیہ کی تحریر کے وقت ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' لکھنے پر اعتراض کیا، حضور اکرم ﷺ نے اسے قبول کرتے ہوئے قریشی روایات کے مطابق:

''باسمک اللھم''

لکھوا دیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ کے اسم گرامی کے ساتھ ''رسول اللہ'' لکھنے پر اعتراض کیا گیا تو آپ ﷺ نے اس کی جگہ ''محمد بن عبداللہ'' تحریر کروایا۔ ۳۰ یہ معاہدہ رسول اکرم ﷺ کی امن پسندی، اعتدال، رواداری اور انسان دوستی کا شاہکار ہے۔ آپ ﷺ نے اسلام کے مطمح نظر کی تکمیل کیلئے اس معاہدے کی پوری پابندی کی، حالاں کہ صحابہ کرامؓ جو اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے ایک اشارے پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کیلئے ہمہ وقت تیار رہتے تھے، اس صلح پر بہ ظاہر ناخوش تھے، شیر خدا حضرت علیؓ اور فاروق اعظمؓ جیسے جاں نثار اس میں نظر آنے والی کمزور صلح کے خلاف تھے، جسے بعد ازاں قرآن نے ''فتح مبین'' قرار دیا، جو درحقیقت فتح مکہ کا دیباچہ تھی۔ قرآن کریم نے ''انا فتحنا لک فتحا مبینا'' ۳۱ ترجمہ: آیت نازل کر کے اس کا اعلان فرمایا۔

پیغمبر اسلام کی رواداری اور انسان دوستی کے اثرات: رواداری کے حوالے سے نبی رحمت ﷺ کی سیرت طیبہ میں ''فتح مکہ'' ایسا تاریخ ساز واقعہ ہے کہ جس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ فتح مکہ کے تاریخ ساز موقع پر مسلم سیرت نگاروں اور دانشوروں سے قطع نظر غیر مسلم ہندو،

سکھ، عیسائی اور دیگر مذاہب کے دانشوروں نے پیغمبر رحمت ﷺ کے مثالی کردار، رواداری اور عفو عام پر آپ ﷺ کے حضور جو زبردست خراج تحسین پیش کیا ہے، وہ ہدیہ ناظرین ہے۔ پیغمبر رحمت ﷺ کا سکھ سیرت نگار جی۔ سنگھ دارا ''فتح مکہ'' کے موقع پر رحمتہ للعالمین ﷺ کے رحم و کرم اور رواداری پر (رسول عربی ﷺ) میں لکھتا ہے: ''رسول اللہ ﷺ نے اپنے قتل کے قصد کرنے والوں، اپنے نور چشم کے قاتلوں، اپنے چچا کے کلیجہ کھانے والوں کو، سب ہی کو معافی دے دی اور قطعی معافی، قتل عام دنیا کی تاریخوں میں اکثر سنتے تھے، مگر قاتلوں کی معافی نہ سنی تھی۔۳۲

ہندو سیرت نگار سوامی لکشمن پرشاد اس موقع کی مرقع آرائی ان الفاظ میں کرتا ہے:

''فتح مکہ کے تاریخ ساز موقع پر پیغمبر اسلام ﷺ اور مسلمانوں نے ثابت کردیا کہ افضل ترین اپنے جانی دشمنوں پر رحم اس وقت ہے، جب تمہارے ہاتھوں میں انتقام لینے کی پوری قدرت ہو۔۳۳

فتح مکہ کے دن حضور اکرم ﷺ نے دوٹوک الفاظ میں ارشاد فرمایا:-

''الیوم یوم المرحمتہ'' ۳۴۔

غیر مسلم مورخ ہنری کوپی کا اعتراف: مسٹر ہنری کوپی ''تاریخ ہسپانیہ'' یہودیوں اور عیسائیوں سے پیغمبر اسلام ﷺ اور مسلمانوں کی مثالی رواداری کے متعلق لکھتا ہے۔ اس کے باوجود کہ مسلمان اپنے مذہب کی پابندی میں بہت سخت گیر ہیں اور دیگر مذاہب کو باطل سمجھتے ہیں (ان کا برتاؤ بہتر تھا) اس برتاؤ کے مقابلے میں جو عیسائی فرقوں نے آخر زمانہ میں ایک دوسرے کے ساتھ روا رکھا تھا۔۳۵

خلاصہ بحث: حضور اکرم ﷺ کے اسوہ حسنہ کے حوالے سے یہ ایک تاریخی نکتہ اور ناقابل تردید حقیقت ہے کہ آپ ﷺ نے دنیا میں امن، رواداری، انسان دوستی اور احترام انسانیت کے کلچر کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ آج معاشرے سے فرقہ واریت، مذہبی، لسانی، گروہی اور علاقائی منافرت اور مذہبی انتہا پسندی کے خاتمے کے لیے تعلیمات نبوی ﷺ کو عام کرنے، سیرت طیبہ کو فروغ دینے اور آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کو اپنانے کی ضرورت ہے۔ یہی ہمارے

آج اور ہر عہد کے مسائل کا حل ہے۔اسی میں ہماری فلاح اور نجات ہے۔

حواشی وحوالہ جات

(۱) Encyclopedia Brtanica, Extremeism, New York

Encycolopedia of Religion and Ethics, New York, 1931

(۲) سورۃ الکافرون/۶

(۳) البخاری/الجامع الصحیح،۱/۳۹

(۴) حالی،الطاف حسین/مسدس حالی،کراچی فضلی سنز ص ۳۱۷

(۵) نعیم صدیقی/محسن انسانیت ﷺ ،لاہور،اسلامک پبلی کیشنز،۱۹۷۷ء،ص ۲۳

(۶) محمد حمید اللہ/ رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، کراچی، دارالاشاعت، ۱۹۸۷ء، ص ۲۹

(۷) رضی،سید واجد علی/ رسول ﷺ میدان جنگ میں/ص ۴۰)

(۸) رضی،سید واجد علی/ رسول ﷺ میدان جنگ میں/ص ۴۰)

(۹) باری علیگ/ اسلامی تاریخ وتہذیب/ لاہور/تخلیقات/۱۹۹۲ء/ص ۲۳

(۱۰) قاضی ثناء اللہ عثمانی پانی پتی/تفسیر مظہری/حیدرآباد دکن/مجلس اشاعت العلوم/ ج ۹/ص ۲۵

(۱۱) ڈاکٹر مولانا محسن عثمانی ندوی/مطالعہ مذاہب/کراچی/مجلس نشریات اسلام ناظم آباد/۱۹۹۹ء/ص ۹

(۱۲) سورہ الاعراف،۱۵۸

(۱۳) سورہ فتح،۲۸

(۱۴) پنڈت گوپال کرشن (ایڈیٹر بھارت سماچار بمبئی)/مقالہ مہاپرش محمد ﷺ /۱۹۶۶/ص ۱۶۴

(۱۵) سورہ فاتحہ

(۱۶) اسلامی بیداری انکار اور انتہاپسندی کے نرغے میں/ ڈاکٹر یوسف القرضاوی مترجم

سلمان ندوی/ لاہور/ مکتبہ تعمیر انسانیت/ ص ۱۳

(۱۷) متفق علیہ، اسلامی بیداری انکار اور انتہا پسندی کے نرغے میں/ ڈاکٹر یوسف القرضاوی مترجم سلمان ندوی/ لاہور/ مکتبہ تعمیر انسانیت ص ۲۰

(۱۸) سورۂ الحجرات، ۱۳

(۱۹) ڈاکٹر محمد صغیر حسن معصومی ''نقش پیغمبر...... سماجی انصاف'' مطبوعہ نقوش ج سوم ص ۳۲۷

(۲۰) Sir Arnold, Preaching of Islam, p. 48

(۲۱) Sir Arnold, Preaching of Islam, p. 48

(۲۲) ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم، اسلام کا نظریہ حیات ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور ۱۹۹۸ء ص ۱۳۷

(۲۳) سید سلیمان ندوی، سیرۃ النبی ﷺ جلد ششم، مکتبہ مدینہ، لاہور ۱۴۰۸ھ، ص ۸۷

(۲۴) سید سلیمان ندوی، سیرۃ النبی ﷺ جلد ششم، مکتبہ مدینہ، لاہور ۱۴۰۸ھ، ص ۸۷

(۲۵) عبدالغفار حسن عمر پوری (مرتبہ) انتخاب حدیث، اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ لاہور اپریل ۱۹۸۱، ص ۶۸، ۶۹

(۲۶) سورۂ بنی اسرائیل، ۷۰

(۲۷) سورۂ النحل، ۱۲۵

(۲۸) سورۂ الاحزاب، ۲۸

(۲۹) یوسف الصالحی/ الشامی/ سبل الھدیٰ والرشاد، قاہرہ، ۱۹۷۵ء، ج ۵، ص ۸۷

(۳۰) محمد حمید اللہ/ الوثائق السیاسیہ فی العہد النبوی ﷺ ص ۷۹، ۸۰

(۳۱) سورۂ الفتح، ۱

(۳۲) جی سنگھ دارا/ رسول عربی ﷺ، لاہور، سیرت اکیڈمی، ۱۹۸۹ء، ص ۱۱۸

(۳۳) سوامی لکشمن پرساد/ عرب کا چاند، لاہور، مکتبہ تعمیر انسانیت، ص ۱۶۲

(۳۴) ابن قیم الجوزی/ زاد المعاد، ۱/ ۴۲۳

(۳۵) رئیس احمد جعفری/ اسلام اور رواداری، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۵۵، ج ۲، ص ۳۰۰